پروفیسر وائی۔ ایس۔ طاہر علی

اَسَاسُ التَّاوِیْل

تالیف نامور اسماعیلی فقیہ قاضی نعمان

(۳)

تاویل کا یہ سلسلہ ترقی کرتا رہا اور اپنے فلسفیانہ نظریہ کو روز افزوں قوت دیتا رہا۔ اسماعیلی گروہ والے لوگ شریعت اور دین کے پابند ہیں۔ لیکن تاویل کے نقطۂ نظر سے ان کے ہاں قرآنی آیات اپنی ظاہری معنی سے مختلف ہیں۔ یہ لوگ اگلی شریعتوں کو اور ان سے متعلقہ صحف سماوی کو نظر انداز نہیں کرتے۔ ساتھ ہی وہ قرآن پاک اور تمام صحف سماوی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ صرف ان کی آیات کی تاویل کر کے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان آیات سے اصلی مقصد کچھ اور ہے۔ ان کی چشم بصیرت کو علوم نے وا کر دیا ہے اور عالم دین کے تمام مراتب انھیں حاصل ہیں جو عالم مبدعات کے مشمول ہیں۔

یہ لوگ قرآن پاک کی تفسیر نہیں کرتے بلکہ قرآن پاک اور احکام شریعت کی تاویل کرتے ہیں جو انھیں اپنے ائمہ سے حاصل ہوئی ہیں۔ ان کی نظر میں امام کا درجہ عقلِ کل کا ہے۔ ہم انھیں ان لوگوں میں شمار کر سکتے ہیں جو ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر جانچتے ہیں۔ اسماعیلی تحریک نہ صرف نظریاتی تھی بلکہ ایک عالمگیر تحریک تھی اور

اس کا مقصد اسلام کے سیاسی نظام میں عقیدے اور فلسفے کی رُو سے دُور رس نتائج قائم کرنا تھا اور ایک انقلاب لانا تھا۔

اس فکری نظام میں ہر مستجیب یعنی فرد پر لازم کیا گیا کہ وہ ظاہر اور باطن دونوں کا اقرار کرے کیونکہ یہ دونوں جڑواں ہیں۔ ظاہر سے ان کی مراد عالم دین کے قوانین ہیں اور باطن سے ان کی مراد دین کی رُوح ہے جو حواس خمسہ سے پرے ہے اور جو صرف عقل ہی سے ادراک کی جاسکتی ہے اسی بناء پر اسماعیلی داعیوں نے اپنے اُصول مرتب کئے ہیں جو یہ ہیں :-

(۱) پہلا طریقہ نبوت سے رکھتا ہے اور اس طریقے سے انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی ظاہری شریعتوں پر زور دیا ہے اور جبر اور تقلید کو ضروری گردانا ہے۔

(۲) دُوسرا طریقہ یہ ہے کہ صحف سماوی کی باتوں کو باطنی تاویل سے سمجھا جائے اور عامۃ الناس کو اس طریقہ سے اسلام کی طرف مائل کیا جائے۔

اس فلسفیانہ نظریہ سے جو معرفت حاصل ہوسکتی ہے اسے ایمان کی پیروی کا سبب بنایا جاتا ہے کیونکہ یہ عرفان ان خیالات کا قلع وقمع کردے جو بے سود ہیں اور دین کے قلعہ کو مستحکم کردے گا۔ اس قلعہ میں صرف معنوی باتوں سے راہ ملیگی ظاہری اور سطحی باتیں مُرورِ ایام کے ساتھ ساتھ عادات اور رسوم کی شکل اختیار کرلیتی ہیں۔ ہر وہ بات جو عقل کی کسوٹی پر نہ اترے کھوکھلی اور بے بنیاد ہے۔

بلاشک وشبہ آیاتِ قرآنی صاف اور واضح ہیں لیکن وہ سب باطنی معنیٰ کی حامل ہیں اور یہی ان کا لبّ لباب ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ آیات قرآنی کی تفسیر میں اختلافِ رائے ہوتا ہے مگر باطنی تاویل میں ایسا نہیں ہے۔ باطنی فلسفہ نے ایسا نظام پیدا کیا ہے جس میں کسی قسم کا تغیر و تبدّل ہو نہیں سکتا۔ تاویل چنانچہ اس علم وعرفان کو کہتے ہیں جو ائمہ اور اُن کے حواریوں سے ملا ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنے اصحابِ کرام کو ہدایت فرماتے رہے کہ اس علم وعرفان کو جہاں کہیں سے ملے ڈھونڈو۔

ظاہری علوم کا حاصل کرنا نہایت آسان ہے بہ نسبت تاویل کے۔ علمِ تاویل تک رسائی نہایت عرق ریزی اور جانکاہی سے ہوتی ہے۔ پہلے عہد و پیمان کرنا ہوتا ہے تب کہیں نظریاتی دائرہ میں شرکت کرنے کی اجازت ملتی ہے۔

مختصراً یہ کہہ دیا جائے کہ اللہ جل شانہ نے بنی نوع انسان کے لئے اپنا دین واضح کیا ہے اور ہر فردِ بشر کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ روشن ترین طریقہ کی پیروی کرتے۔ یہ اس کا عدل ہے کہ اس نے انسان کو آزادی دی تاکہ وہ عقل کے چراغ سے کام لے۔ اسلام بُرے کاموں کو حرام اور اچھے کاموں کو حلال رکھتا ہے لیکن اسلام کا باطن ایمانِ مطلق ہے جو جسدِ انسانی کے خون میں رُوح کی مانند ہے یہ بشر کو مثالی انسان بناتا ہے۔

القصہ تاویل ایک فلسفیانہ اور دینی نظریہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ جل مجدہٗ نے دین کی کل باتوں کو انسان کی خلقت میں رَچ دیا ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ اپنی طبیعت کو اور تمام دنیوی چیزوں کو دین کی حقیقت پر ڈھالے۔ انسان کی خلقت دو قسم کی ہے: (۱) ظاہری قسم جو دیکھی جاسکتی ہے اور (۲) باطنی قسم جو آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ ظاہر بذاتِ خود باطن کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مثلاً انسان کا جسم ظاہر ہے اور اس کا رُوح باطن ہے۔ عملی عبادات اور قرآنی آیات ظاہر ہیں اور انھیں عام لوگ جانتے ہیں لیکن ان کے باطن کو صرف ائمہ اور دُعاۃ اور خاص خاص لوگ ہی جانتے ہیں۔

قرآن سے صاف طور پر عیاں ہے کہ عقائدِ اسلامی عقل کے منافی نہیں ہیں۔ اگر ہم ان آیات کو غور سے پڑھیں اور عقل اور منطق کی روشنی میں سمجھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ انسان کو اس عالم میں نہایت تدبّر سے کام لینا ہے کیونکہ اسلام انسان کو اس کے بلند ترین کمالاتِ جسمانی اور روحانی کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ معرفت ایمان کی لازمی شرط ہے۔ بغیر سوچے سمجھے کسی بات کا اعتقاد رکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ اعتقاد میں سُوجھ بُوجھ سے کام لینا چاہئے۔

اسلام جمود و انحطاط کو ناپسند کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ تعصب اور پس ماندگی سے برسرِپیکار

ہے۔ اس نے انسان کو تمام بندھنوں سے نجات دلائی ہے اور تفکر اور تدبر کو اعلیٰ مقام دیا ہے۔ اسلام میں عقائد کا دارومدار حجت اور دلیل پر ہے نہ کہ جبر و اکراہ پر۔

اسلام نے انسان کے کفِ دست پر چراغِ عقل رکھ کر اُسے بیدار کر دیا ہے۔ کوئی بھی شخص ایک بے حس آلہ بن کر باتوں کو قبول نہیں کر سکتا۔ عقل کا فیصلہ اُس کے لئے لازمی ہے۔ اسلام نے انسان کو تقلید کے پھندوں سے آزاد کیا ہے اور اس کا اولین مقصد یہ ہے کہ وہ آزادی کے دائرے کو وسیع تر بنائے اور عقل کو ثالثی کا مرتبہ دے۔

یہ تھا تاویل کا موضوع جو نعمان بن حیون التمیمی اساس التاویل میں لے آئے ہیں۔ اس سے ہماری معلومات میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ ہم نے اسماعیلی دعوت کے قوانین کو پیش نظر رکھا ہے۔ کیونکہ اسی گروہ کے لوگ تاویل کے سربستہ رازوں کو سمجھا سکتے ہیں۔

اس مقدمہ کو ختم کرنے سے پہلے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ لفظ "اسماعلیہ" اور "فاطمیہ" میں فرق بتا دیں۔ ہم نے لفظِ "فاطمیہ" کہیں استعمال نہیں کیا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا اطلاق ایک خاندان پر ہوتا ہے جس میں اسماعیلیوں کے ائمہ کا شمار ہے۔ اس خاندان کی ابتدا بی بی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے اور اس لفظ فاطمیہ سے حضرت علیؓ کی دوسری اولاد میں تمیز کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا جہاں تک ادبیات یا فلسفہ یا عقیدہ کا تعلق ہے لفظ "اسماعیلیہ" وہاں بالکل صحیح طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

نایاب کتابوں کا نادر ذخیرہ

ہمارے ہاں ادبی، تاریخی اور اسلامی علوم کی عربی، فارسی اور اُردو کی قدیم مطبوعات کا نادر ذخیرہ موجود ہے۔ نیز پاکستان کے مختلف طباعتی اداروں کی عمدہ مطبوعات درسی غیر درسی کتابیں رعایتی نرخ پر ہم سے حاصل کریں۔ بعض نادر کتابوں کا صرف ایک ایک نسخہ موجود ہے۔

مکتبۂ طیبہ بھیم پورہ مسجد خضرا۔ روم ۷ کراچی ۲